رجسٹرڈ نمبر ایل ۲۰۴۷

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جبِّ وطن از ملکِ سلیماں خوشتر — خار وطن از سنبل و ریحاں خوشتر
یوسف کہ بمصر بادشاہی می کرد — می گفت گدا بودنِ کنعاں خوشتر

کاکوری اخبار
پانزدہ روزہ

سالانہ چندہ	۲/
فی پرچہ	۱/

جلد ۹ | کاکوری، دوشنبہ ۱۶ نومبر ۱۹۴۲ء مطابق ۶ ذیقعدہ سنہ ۱۳۶۱ھ | نمبر ۱۴

ادبیات

غزل

(از خانصاحب مولوی ضیاء الحسن علوی صاحب ضیا ایم اے پی سی ایس کاکوری)

تھا مردہ غزدہ یہ مرا دل جو جی گیا
کس کی نگاہِ مست کے جرعوں کو پی گیا

مستی کا تھا اُبھار تری اک نگاہِ مست
چھلکے آنکھوں آنکھوں میں اُسکو پی گیا

ڈالی نگاہِ تیز تمھی دیکھیں مری تڑپ
تڑپا مگر میں اُسکے بھی مضمون کو پی گیا

ہمت کشِ فغاں نہ ہوا درد پہ کبھی
آنسو نکل بھی آئے تو میں اُن کو پی گیا

وعدے پر آئے تو یہ عدو ساتھ ہو لیا
آئی غضب کی لہر مگر اس کو پی گیا

جھکے لئے اُٹھائے تھے صدمے ہوئے وہ غیر
دنیا کا رنگ دیکھ ضیا غم کو پی گیا

فلکیات

کتاب کے جادو سے خدا بچائے۔ ... ہے مگر کتاب کا مارا قطعی لا علاج ہے۔

ہندوستان میں اگر انسان پر جوانی آتی ہے تو بڑھاپے ہی میں آتی ہے۔

بوڑھوں کا کام ہے دھوکا دینا اور نوجوانوں کا کام ہے دھوکا کھانا۔

وہ شباب ہی کیا جو انجام کار سوچے۔

اگر دنیا میں پروفیسر نہ ہوتے تو زندگی کسقدر آسان ہوتی۔

لڑکیاں کالج میں جاکر لڑکے بنجاتی ہیں۔

زندگی ایک اتفاقیہ مذاق ہے اس میں وہی لوگ اچھے ہیں جو احمق بنائے جانے پر ہنس دیں۔

اسمبلی نے قانون پاس کیا ہے کہ ہر شخص دس تین دفعہ اپنا مذہب بدلے تاکہ ہندوستان میں قومیت کا رنگ پختہ ہو۔

اس زمانہ میں ادبی ذوق ہٹلر نے کچل ڈالے۔ جہاں انسان ناقابل اصلاح ہوں وہاں ادبیات کا ذکر ہی فضول ہے۔ تلوار چل رہی ہے پھر قلم کی باری آئے گی۔

فلک پیما۔ (اضطراب)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کاکوری اخبار

جلد ۹ | ۱۶ نومبر ۱۹۴۲ء | نمبر ۱۴

قابل توجہ بزرگان وطن

(نوجوانوں کو بیدینی سے بچاؤ)

ہر صاحب بصیرت اِس امر کو بخوبی سمجھتا ہے کہ ہم سب ایک عظیم الشان انقلابی دور سے گذر رہے ہیں۔ نہ صرف مسلمان بلکہ کل ہندوستانی اور تمام دنیا مذہبی، سیاسی، معاشرتی انقلاب کے چکر میں مبتلا ہے۔ قدیم مذاہب اور قدیم نظریوں کو بڑی تیزی سے ترک کیا جارہا ہے۔ اقتصادی کشمکش نے اب مذہبی بیکار کی صورت اختیار کرلی ہے۔ موجودہ روشن خیال یا مغرب زدہ طبقہ کے دلوں میں یہ عقیدہ راسخ ہورہا ہے کہ اقتصادی فلاح اور کامیابی کے لئے مذہبی عقائد اور اخلاقی نظریوں کو ترک کرنا ضروری ہے۔ حالانکہ دوراندیش مفکرین برابر یہ اعلان کررہے ہیں کہ اس موجودہ انقلاب کا نتیجہ انسانیت کے لئے مہلک اور جدید تہذیب کے لئے تباہ کن ہوگا۔ نوجوان طبقہ جو اپنے خیال میں مست ہے اِن اعلانوں پر کان نہیں دھرتا۔ جبکہ مغربی سیاستدان و مفکرین بھی اس سیلاب کے تخریبی عمل کی روک تھام سے عاجز آچکے ہیں اور وہ یہ سوچ رہے ہیں کہ قوم و ملک کے نوجوانوں کو موجودہ دلدل سے کیونکر نکالا جائے۔

موجودہ مغربی افکار و نظریات انسان کی مادی اصلاح و بہتری پر اپنی تمام تر توجہ مرکوز کرکے اُس کی روحانی اور اخلاقی خوبیوں کو تباہ و برباد کررہے ہیں اور مذہب سے عام بیزاری پیدا ہورہی ہے۔

اسلام ہی ایک جامع مذہب ہے جس میں نہ صرف روحانی اور اخلاقی نظام مرتب ہے بلکہ وہ ایک کامل معاشی، اقتصادی، سیاسی اور اخلاقی دستور پر پوری طرح حاوی ہے۔ اسوقت تمام دنیا میں سرمایہ داری اور اشتراکیت کے علمبرداروں میں موت و حیات کی کشمکش جاری ہے اور وہ نہ صرف اپنے خیالات کی نشر و اشاعت میں مصروف عمل ہیں بلکہ تلوار سے بھی اپنی سچائی منوانے کے درپے ہیں۔ افسوس ہے کہ اسلام کے مولوین خاموش ہیں۔ حتیٰ کہ سرمایہ داری اور اشتراکیت کے مقابلہ میں لوگ اسلام کو پیش کرنے سے بھی خوف کھاتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ مسلمانوں کا نوجوان طبقہ مذہب سے متنفر اور اسلامی اخلاق و شعائر کی کھلم کھلا تحقیر اور علانیہ تضحیک کے درپے ہے۔ علماء کرام اور مشائخ عظام اگرچہ اسلام کی دینی و دنیوی خوبیوں کے زبانی قائل ہیں مگر محض اپنی ذاتی خوش اعتقادی کی وجہ سے۔ اکثروں کا یہ حال ہے کہ موجودہ زمانہ کے علمی تلاطم و ہیجان سے بھی لاپرواہ ہیں اور ایسے ماحول میں پھنسے ہوئے ہیں جہاں مسلمانوں کی جماعتی موت و حیات کا مسئلہ اُنکی پُرسکون زندگی کو قطعاً مضطرب نہیں کرسکتا۔ اور وہ موجودہ انگریزی خوان طبقہ کی ذہنی کشمکش سے نہ صرف بے خبر ہیں بلکہ اُن سے واقفیت حاصل کرنے کی اُن کو جستجو و طلب نہیں ہے۔

ان حالات میں اگر مسلم نوجوانوں پر بے دینی مسلط ہوجائے تو مقام تعجب نہیں جب علماء اُن کی صحیح رہنمائی سے قاصر ہیں تو وہ مغربی اصولوں کو کیوں نہ قبول کریں۔

زمانہ علماء کو پکار رہا ہے کہ عصر حاضر کی ضروریات کا جائزہ لیں اور موجودہ اقتصادی اور سیاسی نظریوں سے واقفیت حاصل کرکے انھیں اسلام کی کسوٹی پر رکھکر ثابت کردیں کہ کون سچّا اور کون کھوٹا ہے۔ پہلے ایسے فتنوں میں علماء کرام نے کتاب و سنت کی روشنی میں اسلام کو ایسے سیلابوں سے بچایا ہے۔ آج بھی انھیں کا فرض ہے کہ دشمنوں کے زغہ کو روکنے کے لئے سینہ سپر ہوں اور مخبر صادق کی اس پیشین گوئی کو سچّا کر دکھائیں "میری اُمت میں ہمیشہ ایک گروہ ایسے لوگوں کا موجود رہے گا جو ہر ملامت کرنے والے کی ملامت سے بے پرواہ ہوکر امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا فریضہ ادا کریگا"

لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ وہ جن کو یہ فرض تفویض ہوا ہے کہاں تک اپنے فرائض ادا کرتے ہیں ہم اس موقع پر حضرت جنید بغدادیؒ کا ایک واقعہ تمثیلاً درج کرتے ہوئے آجکل کے علماء کرام اور مشائخ عظام کو توجہ دلاتے ہیں کہ وہ بچے دلکی گہرائیوں پر نظر کرتے ہوئے نوجوانوں کی اصلاح کی جانب متوجہ ہوکر اس طبقہ سے لامذہبیت کی لعنت کو دفع کرنے کی جلد سے جلد کوشش کریں جس کو وہ حضرات اپنا فرض اوّلین سمجھیں۔

جامع المناقب میں لکھا ہے کہ حضرت جنید بغدادیؒ ایک مرتبہ شہر اقدس کی طرف جا رہے تھے راستہ میں اُنہوں نے دیکھا کہ قبیلۂ عاصم کے چند نوجوان حدیقۂ عام کی چار دیواری میں شراب نوشی میں مشغول ہیں اور چند خوبصورت عورتیں بھی شریک محفل ہیں۔ حضرت جنیدؒ کو اس مشاہدے سے بے انتہا تکلیف ہوئی اور آپ اُنکی اصلاح کے واسطے آمادہ ہوئے۔ فوراً رندانہ حیثیت اختیار کیا اور اُن کے قریب جاکر کہا کہ میں بدنصیب بھی اس محفل میں شریک ہو سکتا ہوں؟ عیش پرستوں نے ایک نگاہ تمسخر آمیز سے حضرت کی طرف دیکھا اور کہا کہ "آؤ تم بھی ایک چھلکتا ہوا ساغر پی لو۔ حضرت جنیدؒ اُنکی محفل میں شریک ہوئے اور اُنکے ذوق کے مطابق باتیں کرنے لگے اُن رندوں نے شراب پیش کی حضرت نے لیکر نگاہ بچا کر پھینکدی۔ جب وہ بے تکلف ہو گئے تو حضرت جنیدؒ نے فرمایا۔ شام کا وقت ہے۔ ہوا کے روح پرور جھونکے چل رہے ہیں۔ آفتاب غروب ہونے والا ہے۔ لیلائے شب اپنے گیسوؤں کو بکھیر نے والی ہے۔ کیا یہ مناسب نہیں کہ ہم تم سب مل کر اپنے خالق و مالک کی تقدیس کے نغمے گائیں اور اس رندی و مستی میں بھی اپنے مالک کو یاد کریں۔ حاضرین نے یک زبان ہو کر کہا۔ بے شک ضرور ایسا ہونا چاہئے۔ حضرت جنیدؒ نے کہا اچھا آؤ ذرا کنوئیں تک چلکر وضو کرلیں اس سے طبیعت کو فرحت ہوگی۔ سب میخوار کنوئیں تک گئے اور سب نے عقیدت کے ساتھ وضو کیا۔ بعد ازاں حضرت جنیدؒ نے اپنی چادر بچھا کر کہا اور ذرا اپنے مالک کے حضور میں سجدے بھی کرلیں تمام مے خوار سجدے میں گر پڑے۔ اس موقع پر حضرت جنیدؒ نے بارگاہِ الٰہی میں دعا کی کہ "اے قدوس حق نواز! اُس غفلت سے ہٹا کر اس ستانۂ عبادت کی طرف میں ان کو لے آیا ہوں اب اِس سجدے کی لاج رکھ لے۔ رحمت الٰہی جوش میں آئی اور وہ سب بادہ پرست ولی کامل بن گئے"!

آج ضرورت ہے کہ علماء و مشائخ بھی ایسے ہی حکیمانہ انداز سے اصلاح و تبلیغ کا فرض انجام دیں۔

ہم تم دونوں مجرم ہیں

نہ تم پر زور اور نہ دل پر قابو۔ یہ میری خوش قسمتی تھی کہ زندگی کی ٹمٹماتی ہوئی شمع پھر بھڑک کر روشن ہو گئی۔ پژمردہ پھولوں میں پھر سے رنگینی آگئی۔ فضا میں پھر سے ترنم پیدا ہو گیا۔ خاموش اور پُرسکون لہروں میں پھر سے حرکت پیدا ہو گئی۔ محبت کی پُرنور کرنوں نے پھر زندگی کی تاریکیوں میں چمک پیدا کردی۔ زندگی کی تلخیاں آرزوئے زندگی کی حلاوتوں میں گم ہو گئیں۔ میری قسمت جاگ اُٹھی میرے چہرہ پر بہار کی حقیقت پھر چھا گئی۔ میری روح پھر تازہ ہو گئی۔!!!

دل۔! آہ! مجھے نہیں معلوم کس کے لئے مچلا۔ کس کے لئے تڑپا۔ میں نے تو قسم کھائی تھی کہ میں خاموش اور پُرسکون زندگی بسر کروں گا۔ لیکن مجھکو معلوم نہیں کہ بیٹھے بٹھائے کیا سے کیا ہو گیا۔ وہ زرّین لمحات جن کی مجھکو کوئی اُمید نہ تھی کب آئے اور کس طرح سے شروع ہوئے۔ میری زندگی تو بس اُس کلی کے تھی جو شگفتہ ہونے سے پہلے ہی مسل ڈالی جائے۔ میں اُن پُرکیف نغموں میں حصہ لینا کیا جانوں۔ میں اُن پُرکیف محفلوں میں خوش ہونا کیا جانوں۔ میں اُن رنگین پھولوں کے درمیان کھلکھلا کر ہنسنا کیا جانوں، میں اُن حسین اور من چلی تتلیوں کے ساتھ رقص کرنا کیا جانوں۔ مجھے پھولوں کی مہک سے کیا مطلب مجھے کلی کے چٹکنے سے کیا غرض۔!

میں تنہائی پسند۔ کم سخن۔ کم گفتار۔ ایک خاموش زندگی بسر کر رہا تھا۔ لیکن یہ کیسے ہو سکتا تھا کہ [illegible] اور شمع کو خبر نہ ہو۔ شمع آنسو بہائے اور محفل بے خبر رہے [illegible] سمندر میں مدوجزر آئیں اور چاند کو پتہ نہ ہو۔ پپیہے ملہار گائیں اور برسات کی خبر نہ ہو۔ بادل گرجے بجلی میں چمک نہ ہو۔ چشمہ پتھر پر گرے اور آواز نہ ہو۔ مرغ جال میں آجائے اور صیاد نہ جانے۔

ہاں مجھکو صرف اتنا یاد ہے اور اچھی طرح یاد ہے کہ یہ میری زندگی کا دوسرا سُرور آفریں لمحہ تھا کہ میں نے اپنے قلب میں تمہاری متوالی آنکھوں سے تیر چبھتے ہوئے محسوس کئے تھے۔ جو کہ شل بجلی کے تھے اور میرے جسم میں حلول کر گئے تھے۔ آہ۔ وہ ایک نشہ تھا جس نے مجھے مدہوش اور مخمور کردیا!!

ہاں مجھے یہ بھی اچھی طرح یاد ہے کہ تمہاری محبت آہستہ آہستہ ترقی کرنے لگی اور مجھے محسوس ہونے لگا کہ کوئی شے ہے جو کہ مجھکو اپنی طرف بے چینی سے کھینچ رہی ہے ایک جذبات کی آندھی چل رہی ہے اور مجھکو اپنے ساتھ بہائے لئے جا رہی ہے۔ کوئی چمک کوئی تڑپ ہے کہ مجھ میں اپنی پوری طاقت سے سمانے کی کوشش کر رہی ہے۔ ان تمام کیفیات کا اثر یہ ہوا کہ میری طبیعت دوسری دلچسپیوں سے بالکل ہٹ گئی۔ میرے دل و دماغ کو اگر سکون میسر ہوا

تو صرف تیرے خیال سے ۔ تیرے ذکر سے ۔ تیرے تصور سے تیرے دلچسپ ادھوئے جلوں سے تیرے اشعار سے ۔ آہ پیارے تو ہی بتا تو نے کون سی شراب دی اور کس جام سے کس ساغر سے تو نے پلائی کہ ابھی تک اُس کا خمار اُترنے کا نام نہیں لیتا ۔ آہ پیارے تو نے مجھے کس نظر سے ۔ کس نگاہ سے ۔ کس ادا سے دیکھا جس کا خمیازہ ابھی تک بھگت رہا ہوں اور نہ معلوم کب تک اس درد دل میں مبتلا رہوں گا ۔ !!

کیا تم اس سے انکار کر سکتے ہو کہ تم مجرم نہیں ؟ ۔ تم نے نہایت سنگین جرم کیا ہے ۔ تم نے میرے جذبات کو برانگیختہ کیا ۔ غفلت کی نیند سے بیدار کر کے عشق کی دنیا میں لا پھینکا ہے ۔ !!

جاؤ میں تمہارا ہوا ! کیونکہ تم نے مجھکو چاہا ۔ تم اور میں ایک ہوں ۔ تم مجرم ہو پس میں بھی مجرم ہوا ! ہمارے اور تمہارے لئے اس سے زیادہ سزا اور کیا ہو سکتی ہے کہ ہم اور تم محبت کی سخت سے سخت سنگینوں میں پڑے رہیں اور ہمیشہ ہمیشہ محبت کے جیل خانہ میں زندگی کے آخری لمحات گذار دیں ۔!!

از احسن بسمل کاکوروی ۔

پولینڈ میں اسلام کی روشنی

(جنگ سے پہلے)

پولش قوم "سلاوی" قبائل کا مجموعہ ہے ۔ اسکی قدیم تاریخ تقریبًا نامعلوم ہے ، لیکن یہ ثابت ہے کہ یہ قدیم سلاوی قبیلے ایک قومی پنچائت کے ماتحت تھے جس کا نام "فیک" تھا

دسویں صدی عیسوی میں مسیحت پادریوں کے ذریعہ اس ملک میں پہونچی اور پولینڈ کا ایک سردار جس کا نام "بوسلاف" تھا سب سے پہلے عیسائی مذہب میں داخل ہوا ۔ اُس نے پولیش چرچ قائم کیا اور اپنی بادشاہی کا بھی اعلان کر دیا ۔ اس کے بعد اس کی نسل حکومت کرتی رہی ۔

تیرھویں صدی عیسوی میں چنگیز خان کے پوتے نے اپنی تاتاری فوجوں کے ساتھ پولینڈ پر حملہ کیا اور بالائی سلیشیا کے فیصلہ کن معرکے میں فتح حاصل کرنے کے بعد پولینڈ کا مالک بن گیا ۔ تاتاریوں کو یہ فتح اس لئے حاصل ہوئی تھی کہ اُنھوں نے ایک خاص قسم کی توپ استعمال کی تھی جو اس وقت مغربی یورپ میں کسی کو معلوم نہ تھی ۔ اس طرح پہلے پولینڈ پھر لتھوانیا کا ملک تاتاریوں کے قبضہ میں آگیا ۔

تاتاری بت پرست تھے ۔ اسلامی ممالک فتح کرنے کے بعد خود مسلمان ہو گئے اور اُنھیں سے پولینڈ اور لتھوانیا میں اسلام کی اشاعت ہوئی ۔

یہ بات یاد رکھنے کی ہے کہ صلیبی جنگوں سے جب جرمن قومیں واپس ہوئیں تو پولیش فوج کے ساتھ یہ تاتاری بھی جرمن فوج سے لڑے تھے اور محض انہیں کی شجاعت سے جرمنوں پر پولینڈ کو فتح حاصل ہوئی تھی ۔ اس واقعہ کے بعد تاتاری مسلمان پولینڈ میں بہت عزیز ہو گئے تھے ۔

سولہویں صدی عیسوی میں پولینڈ کے ملک میں مسلمانوں کی تعداد ایک لاکھ سے زیادہ تھی مگر ترکوں کی جنگوں اور شکستوں کے بعد بہت سے مسلمان پولینڈ سے ہجرت کر گئے اور اس طرح مسلمانوں کی تعداد یہاں کم ہو گئی ۔

سنہ ۱۹۳۱ء میں جو مردم شماری ہوئی تھی اُس کی رو سے پولینڈ کی آبادی تین کروڑ بیس لاکھ تھی اسمیں یہودیوں کی تعداد گیارہ فیصدی اور مسلمان صرف پندرہ ہزار رہ گئے جو منتشر علاقوں میں آباد تھے ۔ پولینڈ میں اُس وقت جمہوریت تھی ۔ سنہ ۱۹۲۱ء میں جو دستور اساسی شائع ہوا اُسمیں تمام مذاہب کی آزادی تسلیم کر لی گئی اس کے معنی یہ ہوئے کہ پولینڈ کی حکومت نے اسلام کو بھی تسلیم کر لیا ۔

پولینڈ کے مسلمانوں کی تعداد اگرچہ کم تھی مگر وہ بہت معزز سمجھے جاتے رہے کیونکہ وہ سچے مسلمان اور بہت بلند اخلاق تھے اور بڑے بہادر بھی ۔ پولینڈ کے باشندے ان سے محبت کرتے تھے ۔ یہی سبب ہوا کہ پولینڈ کی حکومت نے مسلمانوں کو پوری دینی آزادی دیدی اور وہ اپنے جملہ دینی معاملات کا انتظام خود ہی کرتے ۔ اُن کے مفتی و امام بھی خود اُنھیں کے انتخاب سے مقرر ہوتے اور سرکاری خزانہ سے اُنھیں تنخواہیں دی جاتیں ۔

پولینڈ کے مسلمانوں نے اپنے وطن کی جنگ آزادی میں بڑے اخلاص سے خدمت کی تھی ۔ اُنکی اس خدمت کے اعتراف میں پولینڈ کی پارلیمنٹ نے ایک بڑی رقم منظور کی کہ مسجدوں کی مرمت میں صرف کی جائے ۔ جو جنگ کے دوران میں ٹوٹ گئی تھیں ۔

مسلمانان پولینڈ کے موجودہ مفتی ایک نہایت روشن دماغ عالم ہیں ۔ اُن کا نام ڈاکٹر یعقوب شنکیفٹش ہے ۔ متعدد مغربی اور مشرقی زبانوں کے ماہر ہیں ۔ عربی زبان میں بھی اُن کی استعداد بہت اچھی ہے ۔ اُن کا

صدر مقام شہر "فیلو" میں جہاں ایک مشہور و قدیم یونیورسٹی بھی موجود ہے۔

عشق و محبت کا حسرتناک مرقع

وہ ایسی چنچل اور رنگین تھی کہ ہر شخص اُس میں کشش محسوس کرنے لگتا تھا جو لڑکا بچپن سے اُس کے ساتھ کھیلتا کودتا آیا تھا جس نے اُسی کے ساتھ پڑھا لکھا وہ اُس لڑکی سے جوانی میں محبت کرنے سے کس طرح باز رہ سکتا تھا۔ ان دونوں کے ماں باپ ایک دوسرے سے واقف اور ایک دوسرے کے مداح تھے وہ اس پر بہت خوش تھے۔ وہ خود بھی اُس لڑکے کو چاہتی تھی وہ بہت نیک اور بہترین تھا مگر وہ اُس سے اسی طرح محبت کرتی تھی جس طرح ایک بہن بھائی سے محبت کرسکتی ہے۔

مگر وہ جس قسم کی محبت کرتا تھا اُس کا رنگ کچھ اور ہی تھا۔ اس لڑکی سے بھی یہ بات چھپی نہ تھی اُس نے کوشش بھی کی کہ اس محبت کا جواب اُسی قسم کی محبت سے دے مگر وہ کامیاب نہ ہوسکی اُس کا دل اُس کے بس میں نہ تھا وہ ایک دوسرے لڑکے کو دیا جاچکا تھا۔

مگر لڑکی کی شادی اُسی سے ہوئی جسے وہ صرف بھائی کی طرح چاہ سکتی تھی اور بس۔ اس شادی سے جب زندگی کا آغاز ہوا یہ زندگی اُس لڑکی کیلئے ارمانوں اور تمناؤں کے قتلِ عام کی ایک مسلسل داستان بنگئی وہ ہر لحہ اس بات کی زیادہ کوشش کرتی تھی کہ وہ اپنے شوہر کو خوش رکھے مگر جتنی وہ اس قسم کی زیادہ کوشش کرتی تھی اُتنی ہی وہ اس سے اور بھی دور ہوتی جاتی تھی

ایک دن بھید کھل گیا وہ جس کو یہ لڑکی دل دے چکی تھی اُس کے گھر آیا ہوا تھا وہ اُس کے شوہر کا دوست تھا۔ لڑکی اُس کے قدموں میں گر کر رونے لگی۔ اُس کا شوہر وہاں آگیا۔ اُس نے دیکھ لیا وہ اُلٹے قدموں واپس گیا۔ دوسرے دن اُسکی لاش ندی سے نکالی گئی۔ اس لاش کے ساتھ اُس کی بیوی کی تصویر بھی تھی۔

اس لڑکی کو بہت دُکھ ہوا مگر محبت اُسے اپنی منزل کی طرف لیجا رہی تھی۔ اُس نے اپنے محبوب کو اپنی طرف کھینچنے کی کوشش شروع کردی۔ مگر وہ اب اُس سے گھبرانے لگا تھا اب وہ اُسکی نظروں میں ڈائن تھی جو اپنے شوہر کو کھا چکی تھی۔ اس سے وہ زندگی کو بیکار اور جینے کو ایک بیہودہ شغل سمجھنے لگی ایک دن اس لڑکی کی بھی ندی سے لاش برآمد ہوئی۔ اُس کی لاش کے ساتھ اُس کے محبوب کا فوٹو تھا۔

لوگوں کو ان موقعوں پر بڑا تعجب تھا مگر اس لڑکی کی لاش ندی سے برآمد ہونے کے دوسرے دن جب لڑکی کے محبوب کی لاش نکلی تو لوگوں میں سنسنی کی لہر دوڑ گئی اور سب سے زیادہ باعث حیرت یہ بات تھی کہ اس لاش کے ساتھ جو تصویر برآمد ہوئی وہ لڑکی کی نہیں بلکہ اپنے دوست یعنی لڑکی کے شوہر کی تھی۔

(اخبار دین و دنیا)۔

مفید چٹکلے

کم خرچ بالانشین چند چٹکلے بہ[illegible] دئے ہیں جنکو ہم ناظرین اخبار کے استفادہ کے لئے ذیل میں درج کرتے ہیں یقین ہے کہ مجرب ثابت ہوں گے۔ (اڈیٹر)

(۱) موسمی تغیرات سے چہرہ کی جلد کرخت ہوجائے یا منہ پھٹنے لگے تو اس شکایت کو دور کرنے کے لئے روغن زیتون اور عرق لیموں کے چند قطرے برابر مقدار میں لیکر مل لیا جایا کرے تو اس سے وہی فائدہ حاصل ہوگا جو کسی قیمتی فیس کریم کے استعمال سے حاصل ہوسکتا ہے۔

(۲) الف۔ مچھروں کے دفعیہ کے لئے سوتے وقت گیندے کے پھول سرہانے رکھنا بہت مفید ہے۔ ایک مچھر بھی قریب نہیں آئے گا۔

(ب) کھٹملوں سے محفوظ رہنے کے لئے صابن کو پانی میں گھول کر گاڑھا گاڑھا چارپائی میں یا جس جگہ کھٹمل ہوں ڈالدینے سے سب کھٹمل مرجائینگے۔

(۳) گرمی کے موسم میں جن مقامات پر برف دستیاب نہوسکتی ہو وہاں سرد پانی کو بغیر برف کی مدد کے برف ہی کی طرح خنک بنایا جاسکتا ہے:۔ نمک۔ (دو حصہ) شورہ قلمی۔ (دو حصہ) نوشادر (ایک حصہ) ریت (ایک ٹوکری) نمبر ۱ و ۲ و ۳ کو خوب باریک پیس کر ریت میں ملا یا جائے۔

اور اُس ریت کو پانی سے تر کرکے کسی ایسی جگہ بچھا دیں جہاں لو کا اثر نہو اُس ریت پر کورے گھڑے یا صراحیاں پانی سے بھر کر رکھدیں جن کے منھ گیلے کپڑے سے باندھ دیئے جائیں۔ پانی برف کی طرح ٹھنڈا ہوگا۔

(۴) جس جگہ بال نہ نکلتے ہوں تو چقندر کے پتوں کا تازہ عرق نکال کر جلد کے اُس حصہ پر کچھ دنوں تک لگانے سے بال پیدا ہو جائینگے۔

شکستِ عہد

نسیمہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔ میری بھی گھگھی بندھ گئی۔ عجیب سماں تھا۔ ہم دونوں دریا کے کنارے چاندرات میں خوب روئے۔

میں نے کہا اب صبر کرو۔ رک جاؤ زیادہ کی تاب نہیں میری جان...... وہ خاموش ہوگئی...... دیر تک ہم چپ چاپ بیٹھے جذبات کا لطف اٹھاتے رہے۔ جو ابر کی طرح چاروں طرف سے گھر آئے تھے کبھی کبھی دماغ میں چمک جاتا۔ ہم دونوں مسکرا اٹھتے...... نسیمہ نے پھر آہ بھری اور کہا جانتے ہو میں رُوئی کیوں تھی؟...... خالہ اماں یاد آگئی ہوں گی۔ "جی نہیں" نسیمہ نے سنجیدہ ہو کر کہا "پھر آپ کیوں روئے تھے۔ جب سمجھتے ہی نہیں" نسیمہ نے مجھ سے کہا "اصل میں تمہارے رونے سے مجھے خالہ اماں یاد آگئیں مجھے یاد ہے ایک دن جب ہم دونوں کجور والے مکان میں آنکھ مچولی کھیل رہے تھے وہ بہت خوش تھیں۔ انھوں نے خالو ابا سے کہا "دیکھو ان دونوں میں کتنی محبت ہے۔ یا اللہ میں ان دونوں کو ہمیشہ اسی طرح خوش و خرم دیکھوں"

میں نے جواباً کہا اور نسیمہ کے چہرے پر نظریں گاڑ دیں۔ جو اس وقت خلوص اور محبت کے اتھاہ سمندر میں غرق تھی۔ اس کا چہرہ نور میں ڈوبا ہوا معلوم ہوتا تھا۔ مگر کسی اندرونی کشاکش کی وجہ سے وہ چاند کی طرح زرد ہو رہی تھی۔ اُس نے کہا ہاں ٹھیک ہے۔ خالہ اماں ہمارے اس خلوص سے بہت خوش تھیں اور انھیں کے خلوص کا نتیجہ ہے کہ ہم آج ایک دوسرے کے رفیق ہیں۔ ورنہ اور خوش کون تھا۔ سب جلتے ہیں مگر میرے رونے کا سبب یہ نہ تھا۔ پھر؟ میں نے پوچھا۔

نسیمہ نے کہا "میں جب یہ سوچتی ہوں کہ ہماری محبت اس آسمان ہزار شیوہ سے ہرگز نہ دیکھی جائے گی۔ تو کلیجہ مسوس کے رہ جاتی ہوں بے اختیار آنسو نکل آتے ہیں" یہ کہہ کر پھر رونے لگی........ میں نے کہا۔ آؤ ایک عہد کریں۔ مضبوط عہد، وہ یہ کہ ہم اکٹھا مریں گے۔ اس پر وہ لپک کر آگے بڑھی۔ اور مجھے زور سے آغوش میں بھینچتے ہوئے کہا "میں اب غم ہلکا ہو گیا ہے میں اب مطمئن ہوں"

(۲)

صبح کا وقت تھا۔ نسیمہ کی طبیعت یکایک بگڑ گئی۔ ڈاکٹر نے کہا "دوا پلاتے جاؤ، حالت نازک ہوگئی" ممکن ہے سکون ہو جائے۔

دس بجتے بجتے نسیمہ بالکل نڈھال ہو چکی تھی۔ آنکھوں میں سوا نورِ تصور کے اور کچھ نہ تھا۔ حرارت غریزی قریباً... ناپید تھی۔ البتہ دل گرم تھا۔ نبضیں چھوٹ چکی تھیں۔ سب مایوس تھے۔ یکایک اس نے سانس لی۔ آنکھوں میں پھر ذرا سی چمک آگئی ہونٹ ہلے اور نسیمہ بولی۔

"فرحت کے ابا میں خوش ہوں۔ تمہارے ہاتھوں بن سنور کے جاؤں گی۔ البتہ فرحت کا خیال رکھئے۔ میرے ساتھ مرنے کی ضرورت نہیں میں اپنا عہد واپس لیتی ہوں"

یہ کہا اور ہمیشہ کے لئے خاموش ہوگئی۔

جمیلہ اقبال جہاں (کلکتہ)

(ماخوذ از پیام نسواں)

(بقیہ مضمون صفحہ ۲ کالم ۲)

ریاست حیدرآباد کی اطلاعات:۔ (۱) مولوی غازی الدین احمد علوی، ایچ۔ سی۔ ایس، بلدہ سے ناظر نظامت ضلع کی خدمت پر تبدیل ہو کر گئے ہیں۔ (۲) منشی مسعود احمد سر رشتہ داری عدالت کی خدمت معہ کے گریڈ سے اسّی روپیہ پر ترقی یاب ہوئے۔ خدا مبارک کرے۔

(۳) مولوی امین الدین علوی کا اپنے والد مولوی تبیین الدین خان علوی کی وظیفہ یابی کے سلسلہ میں بوجہ ان کے حسن خدمات منشی تا ...... کی خدمت پر تقرر ہوا ہے اور مستقر لکشمی پیٹھ ضلع عادل آباد ہوگا۔ (رپورٹر)

وطن کی خبریں

نوٹ :- اعزا، احباب اور جملہ اہل وطن سے جو باہر ہیں خواہ وطن میں گذارش ہے کہ اپنے یہاں کی قابل اندراج خبریں اور اطلاعات دفتر میں ارسال کرکے مشکور کرتے رہیں۔ (اڈیٹر)

موسم :- دس بارہ روز سے سردی اچھی خاصی ہونے لگی ہے۔ دن کے ابتدائی گھنٹوں میں دھوپ ناگوار نہیں ہوتی۔ رات کو اب کافی خنکی ہونے لگی ہے۔ دالانوں و برآمدوں میں موٹی رضائی اوڑھنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ گذشتہ ہفتہ میں کئی روز دن کو ہوا تیز چلتی رہی جس کے بعد خنکی میں اضافہ ہوا۔ توقع تھی کہ بارش ہوگی لیکن پانی نہیں برسا۔ مجموعی حیثیت سے موسم خوشگوار ہے۔ مگر دیوالی کے بعد سردی میں جو عموماً تیزی ہو جاتی تھی وہ ہنوز نہیں ہوئی ہے۔

آب و ہوا :- ملیریا اور نزلاوی بخار کی شکایات ابھی سُنی جاتی ہیں اور کچھ لوگوں کو میعادی بخار بھی آنے کا حال معلوم ہوا ہے۔

اعراس :- (۱) حضرت شاہ حیدر علی قلندرؒ کا سالانہ فاتحہ حسب معمول تکیہ شریف پر بعد نماز مغرب ۲۰ر شوال المکرم ۱۳۵۱ھ (۲۱ر اکتوبر ۱۹۳۲ء) کو ہوا تھا۔ بعد فاتحہ خوانی حاضرین کو پلاؤ تقسیم ہوا اور بیشتر لوگوں کو لذیذ چاء پلائی گئی۔ دوران چاء میں مشہور شاعر خمار بارہ بنکوی نے اپنے کلام سے حاضرین کو محظوظ کیا۔ اُن کی مشہور نظم (معلوم نہ تھا) اور ایک خاص رباعی کو کئی بار فرمائش کرکے سُنا گیا۔ یہ صحبت ۸½ بجے ختم ہوئی اور بعد نماز عشا محفل سماع منعقد ہوئی اور دوسرے دن صبح سے دوپہر تک بھی قوالی کی مجلس ہوئی۔ دونوں محفلیں بہت کامیاب رہیں اور اہل ذوق حضرات کو خوب لطف آیا۔ بہار کے ایک نئے قوال کا رنگ خوب جما۔ افسوس ہے کہ خمار کی وہ نظم و رباعی مجموعہ بلبلی

(۲) حضرت مولانا حمید الدین محدثؒ کا عرس سالانہ حسب دستور یکم ذیقعدہ ۱۳۵۱ھ (۱۱ر نومبر ۱۹۳۲ء) بروز چہارشنبہ عصر و مغرب کے درمیان مسجد واقع بارہ دری (مولوی محلہ) میں منجانب مولوی احتشام الدین (چھوٹے نمبردار موضع دگیا) زیر انتظام مولوی معروف الدین علوی ہوا تھا۔ حفاظ نے آیات کلام پاک تلاوت کیں اور فاتحہ خوانی کے بعد حسب دستور حاضرین کو بوندیاں تقسیم کی گئیں اور مولانا کے مغفور کی اولاد میں بزرگانے حصے گھر گھر بھیجے گئے اور دوسرے روز کو ضروری سمجھ کر شرکت کی توقع کی جاتی ہے۔

(۳) حضرت منصب علی شاہ (چودھری محلہ) کا سالانہ عرس حسب دستور ۲ر ذیقعدہ ۱۳۵۱ھ (۱۲ر نومبر ۱۹۳۲ء) جمعرات کے دن محلہ کی مسجد میں زیر انتظام مولوی عبدالشکور خاں ہوا بعد نماز عصر قل ہوا حاضرین کو بتاشے تقسیم کئے گئے جسکے بعد پھر فاتحہ خوانی ہوئی اور پلاؤ کا تبرک تقسیم کیا گیا۔ اور اکثر مخصوصین کے گھر گھر بھی حصے بھیجے گئے۔ یکم و ۲ر ذیقعدہ کی درمیانی شب میں شاہ صاحب موصوف کے مزار پر حسب معمول چراغان بھی ہوا تھا۔ منصب علی شاہؒ کے قل کے بعد دوسرے دن (۳ر ذیقعدہ) کو شب کے وقت حضرت ظہیرا شاہؒ کا عرس ہوا قل اور فاتحہ خوانی کے بعد اہل محلہ کی جانب سے میٹھا دلیا تقسیم کیا گیا۔ اسکے بعد حضرت شاہ میرن میاں (چودھری محلہ) کا عرس ہوا اور محلہ کے کاشتکاروں کی جانب سے حاضرین کو گڑ و دہنیا بطور تبرک حسب دستور تقسیم ہوئی۔

دیوالی :- برادران ہنود نے اپنا تہوار ۸ر رمضان ۔ ۸ر نومبر ۱۹۳۲ء نہایت امن و سکون اور خوشی خرمی سے منایا اوّل دن غروب آفتاب کے بعد حسب دستور الیا بلیا نکالی گئی اور مکانات پر چراغان کیا گیا۔ بازاروں میں حلوائیوں اور بہر بھونجوں کی دوکانیں خوب آراستہ تھیں اور کمہاروں نے بھی خوبصورت مورتیاں بنائی تھیں۔ مختلف مقامات پر ملاقیہ جوئے کے اڈے قائم تھے (یوں تو قصبہ میں ہمیشہ ہی بکثرت جوا مخصوص مقامات پر ہوتا رہتا ہے) جہاں دو روز تک خوب ہجوم رہا اور خوب پھکے پنچے ہوئے۔ سُنا ہے ایک دن سب انسپکٹر پولیس نے اپنی گشت میں کچھ لوگوں کو جوے کے اڈہ پر گرفتار بھی کیا جن کے متعلق معلوم ہوا کچھ لوگ رہا ہو گئے اور بعضوں کا چالان ہونا بیان کیا جاتا ہے۔ ہم اپنے ہندو اہل وطن کو بخیر و خوبی اور مسرت و انبساط سے تہوار منانے پر دلی مبارکباد دیتے ہیں۔

خوشخبری :- (۱) یہ سن کر مسرت ہوئی کہ منشی محمد واصف علوی جن کو فوج میں کمیشن ملا تھا اور بسلسلہ ٹریننگ لاہور و بنگلور میں تھے ٹریننگ کی مدت ختم کرکے اور امتحان میں کامیاب ہو کر سکنڈ لفٹنٹ مقرر ہو کر میرٹھ میں متعینات ہوئے ہیں۔ بنگلور سے میرٹھ جاتے ہوئے ایک ہفتہ کے لئے یہاں آئے تھے۔ ہم محمد واصف علوی کو اُن کے انتخاب اور تقرر پر

دلی مبارکباد دیتے ہیں اور آئندہ کے ترقی کی دعا کرتے ہیں۔

(۲) دریافت ہوا ہے کہ چودھری حشمت علی صدیقی (چودھری محلہ) پنشنر سب انسپکٹر آرمڈ پولیس کو ہز اکسیلنسی صاحب گورنر بہادر صوبۂ متحدہ نے ۲۰ نومبر ۴۲ء کو پولیس کی سالانہ پریڈ کے موقع پر دوبارہ "انڈین پولیس مڈل" بصلۂ حسن خدمات عطا کئے جانے کے لئے طلب کیا ہے۔ ہم چودھری صاحب کو اس اعزاز پر دلی ہدیہ تبریک و تہنیت پیش کرتے ہیں۔

معاودت وطن:۔ منشی اقبال احمد علوی، گوالیار سے ایک ماہ کی رخصت پر آئے تھے۔ منشی خلیق احمد علوی ابنی سے اور ڈاکٹر مشتاق احمد علوی کانپور سے اپنے بھائی انصار احمد علوی کی علالت کے سلسلہ میں لکھنؤ آئے تھے۔ میجر قاضی اظہار علی عباسی، کلکتہ سے ایک ہفتہ کی رخصت پر آئے تھے۔ سید نثار احمد کرمانی جو فوج میں ملازم ہیں اور آجکل آسام میں تعینات ہیں ایک ماہ کی رخصت پر آئے تھے۔ حاجی شفیق احمد علوی رامپور سے ۲ ماہ کی رخصت پر آنکھ قدح کرانے کے لئے آئے ہوئے ہیں۔ ڈاکٹر نے جنوری میں آنکھ قدح کرنا تجویز کیا ہے۔ مسٹر حسن امام ایک ہفتہ کی رخصت

صحت و سکون:۔ (۱) حاجی محمد حسن علوی کو اب بخار بفضلہ بالکل نہیں ہے۔ غذا بھی اب کچھ ہوتی ہے جس کی جانب پہلے بالکل رغبت نہ تھی ہنوز ضعف کافی ہے جو تدریج رفع ہو رہا ہے۔

(۲) شیخ مبین علی عباسی کو اب بفضلہ بخار نہیں ہے اور طبیعت بحال ہے۔ البتہ ضعف ابھی کافی ہے جو رفتہ رفتہ رفع ہو رہا ہے۔

(۳) منشی عزیز علی علوی اب اچھے ہیں بخار اب نہیں ہے۔

(۴) شیخ محمد ایوب علوی کو بخار کی تکلیف تو رفع ہو گئی تھی۔ اُس کے بعد پیچش کی شکایت کئی دن رہی۔ اب بالکل اچھے ہیں کوئی تکلیف نہیں ہے۔

علالتیں:۔ (۱) انصار احمد علوی خلف ڈاکٹر حاجی حکیم احمد علوی کو اب بفضلہ بخار نہیں ہے البتہ ضعف شدید ہو گیا۔ اور پیشاب جو بلا آلہ کے خارج نہیں ہوتا تھا اب کسی تکلیف کے بغیر ہوتا ہے۔

(۲) منشی محمد نسیم علوی (محلہ گڈھی) کو ہنوز صحت نہیں ہے۔ علاج ہومیوپیتھک ترک کر کے یونانی شروع کیا۔ حکیم مرزا شکور بیگ کاکوروی کا شروع کیا گیا ہے۔ اللہ صحت عطا فرمائے۔

(۳) منشی مصلح الدین احمد اسیر۔ جو گذشتہ ماہ میں دس یوم کی رخصت پر دیولالی ضلع ناسک سے یہاں آئے تھے معلوم ہوا ہے کہ مرض (اینیمیا کی خون) میں مبتلا ہو گئے اور بغرض علاج اوناؤ میں مقیم ہیں، مزید رخصت منگائی ہے۔ اللہ تعالےٰ اُن کو جلد صحیح و تندرست فرمائے۔

متفرقات:۔ (۱) دریافت ہوا ہے کہ منشی مشیر احمد علوی ناظر بی۔ اے الہ آباد میں ضلع کی جنگی کمیٹی کے اسسٹنٹ سکریٹری اور ہفتہ وار سرکاری اخبار "ہماری آواز" کے سب اڈیٹر مقرر ہوئے ہیں۔

(۲) ۹ ر ۱۰ ر نومبر کی درمیانی شب میں ۹ بجے شب کے قریب آتشبازی کے گودام واقعہ قلعہ میں اتفاقیہ آگ لگ گئی جس سے کافی نقصان ہوا۔

(۳) اطلاع ملی ہے کہ منشی خلیق احمد علوی، آل انڈیا ریڈیو اسٹیشن بمبئی سے حسب ذیل تاریخوں میں ۴ بجکر ۴ منٹ سے ۴ بجکر ۱۴ منٹ تک مفصلہ ذیل مضامین پر اپنے تقاریر سرکاری طور پر نشر کریں گے۔ (۲۴۴ میٹر پر انکی تقریریں سُنی جاسکتی ہیں):۔

۲ ر دسمبر ۴۲ء لوئی پاسچر (کتے کے کاٹے کا علاج)، ۱۶ ر دسمبر لارڈ لسٹر (اسپتالوں کی صفائی)، ۲۰ جنوری ۴۳ء۔ سر رونیلڈ راس (ملیریا بخار) ۱۱ فروری ۴۳ء۔ رابرٹ کاک (ہیضہ اور تپ دق)

حادثہ:۔ دلی رنج و افسوس سے یہ خبر سُنی جائیگی کہ ۴ نومبر ۴۲ء کو چودھری عبدالوحید صدیقی (چودھری محلہ) نے بمقام اودری رحلت کی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم پرانی روش کے اچھے نمونہ اور بڑے نیک نفس بزرگ تھے۔ باوجودیکہ مدتہائے دراز سے اودری میں جہاں اُن کی خاصی زمینداری تھی مقیم تھے لیکن سال میں دو ایک چکر اپنے وطن کے ضرور کرتے اور اعزہ و احباب سے مل کر خوش ہوتے تھے۔ وہ عرصہ تک اودری میں آنریری مجسٹریٹ رہے اور گورنمنٹ میں اچھا رسوخ و اثر پیدا کر لیا تھا۔ کاکوری اخبار کے اجراء کے وقت سے خریدار تھے۔ ہم کو اس حادثہ میں مرحوم کے صاحبزادوں اور اعزہ سے دلی ہمدردی ہے اور بارگاہ ایزدی میں ہم مرحوم کی مغفرت کے لئے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا ہونے کی دعا کرتے ہیں۔

(بقیہ مضمون صفحہ ۶ کالم ۲ پر)

سید محمد حسن نے یونائیٹڈ انڈیا برقی پریس لکھنؤ میں چھپا اور سید محمد شبیر الدین نے مولوی محلہ (لال ابی) کاکوری سے شائع کیا۔